



میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کرتا ہے

تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

سَبَّابٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ...

تمام تعریفیں اس معبود برحق کے لئے سزاوار ہیں جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو
2 سماں اور زمین میں ہے

چونکہ دنیا اور آخرت کی سب نعمیں ربہنیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں ساری حکومتوں کا حاکم وہی ایک ہے اس لئے ہر قسم کی ہر ایک تعریف و ثناء کا صحیح بھی وہی ہے۔ جیسے فرمایا:

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (28:70)

وہی معیود ہے جس کے سوا کوئی لاائق عبادت نہیں اسی کے لئے دنیا اور آخرت کی حمد و شناسی اور ہے اسی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف سب لوٹائے جاتے ہیں۔

...وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ...

آخرت میں بھی قابل تعریف وہی ہے۔

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اس کی ماتحت میں ہے جتنے بھی ہیں سب اس کے غلام ہیں اس کے قبیلے میں ہیں اس پر تصرف اسی کا ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

وَإِنَّ لَنَا لِلْآخِرَةِ وَالْأُولَى (92:13)

آخرت میں اسی کی تحریکیں ہوں گی۔

...وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ (۱)

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ سب میں حکومتوں والا اور پورا خبردار ہے۔

وہ اپنے اقوال و افعال اور تقدیر سب میں حکومتوں والا ہے اور ایسا خبردار ہے جس پر کوئی چیز مخفی نہیں جس سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں جو اپنے احکام میں حکیم جو اپنی خلوق سے باخبر۔

يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا...

جوز میں میں جائے اور جو اس سے لگے جو آسمان سے اترے اور جو چڑھ کر اس میں جائے وہ

سب سے باخبر ہے۔

جتنے قطرے بارش کے زمین میں جاتے ہیں جتنے دانے اس میں بوئے جاتے ہیں اس کے علم سے باہر نہیں۔

وَمَا يَخْرُجُ

جوز میں سے نکلتا ہے اگتا ہے اسے بھی وہ جانتا ہے۔

مِنْهَا وَمَا يَنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ

اس کے محیط اور وسق اور ہے پایاں علم سے کوئی چیز دور نہیں۔ ہر چیز کی کتنی کیفیت اور صفت اسے معلوم ہے۔ آسمان سے

جو بارش برستی ہے اس کے قطروں کی کتنی بھی اس کے علم میں محفوظ ہے جو رزق وہاں سے اترتا ہے۔

وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا

اس کے علم سے نیک اعمال وغیرہ جو آسمان پر چڑھتے ہیں وہ بھی اس کے علم میں ہیں۔

وہ اپنے بندوں پر خود اس سے بھی زیادہ مہربان ہے اسی وجہ سے ان کے گناہوں پر اطلاع رکھتے ہوئے انہیں جلدی سے سزا نہیں دیتا بلکہ مہلت دیتا ہے کہ وہ تو پکر لیں اور برائیاں چھوڑ دیں رب کی طرف کی طرف رجوع کر لیں۔

...وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ (۲)

اور وہ مہربان نہایت بخشنده والا ہے۔

پھر غفور ہے اور بندہ جھکا رہا یا پیٹا، اور حراس نے بخش دیا اور معاف فرمادیا اور گزر کر لیا۔ توبہ کرنے والا دھنکار انہیں جاتا۔ توکل کرنے والا نقصان نہیں اٹھاتا۔

قیامت برحق ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ...

کفار کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت قائم ہونے ہی کی نہیں۔

پورے قرآن میں تین آیتیں ہیں جہاں قیامت آئنے پر قسم کھا کر بیان فرمایا گیا ہے۔ ایک سورہ یونس میں:

وَيَسْتَبْدُلُونَكَ أَحَقُّ هُوَ فُلْ إِلَى وَرَبِّي إِلَهُ الْحَقُّ وَمَا أَنْثُ بِمُعْجِزِينَ (10:53)

لوگ تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا قیامت کا آنا حق ہی ہے؟ تو کہہ دے کہ ہاں میرے رب کی قسم وہ
یقیناً حق ہی ہے اور تم اللہ تعالیٰ کو مغلوب نہیں کر سکتے۔

دوسری آیت یہی ہے یعنی (34:3)۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ فُلْ بَلِي وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ ...

تیسرا آیت سورہ تباہ بن میں یہ ہے:

رَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبَعْثُو فُلْ بَلِي وَرَبِّي لِتَبْعَثَنَّ لَمَّا لَتَبَعُونَ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (64:7)

کفار کا خیال ہے کہ وہ قیامت کے دن اخماع نہ جائیں گے تو کہہ دے کہ ہاں میرے رب کی قسم ضرور
اخماع جاؤ گے۔ پھر اپنے اعمال کی خبر دیجئے جاؤ گے اور یہ تو اللہ تعالیٰ پر باکل ہی انسان ہے۔
فُلْ بَلِي وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمُ الْغَيْبِ ...

تو کہہ دے کہ مجھے میرے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی

...لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ...

اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں

...وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (۳)

بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے۔

پس یہاں بھی کافروں کا انکار قیامت ذکر کر کے اپنے نبی کو ان کا جواب قسمیہ بتالا کر پھر اس کی مزیداتا کیا دلتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے جس سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں سب اس کے علم میں ہے۔ کوہہ بیان مردگل جائیں ان کے ریزے حقیق ہو جائیں۔ لیکن وہ کیاں ہیں؟ کتنے ہیں؟ سب وہ جانتا ہے۔ وہ ان سب کے جن کرنے پر بھی قادر ہے جیسے کہ پہلے انہیں پیدا کیا۔ وہ ہر چیز کا جانے والا ہے اور تمام چیزیں اس کے پاس اس کی آنکھ میں بھی لکھی ہوتی ہیں۔

لِيَجُزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ...

تَاكَهُدَةِ إِيمَانِ وَالْوَلُوْنِ اُوْرَبِيْكَ كَارُوْنِ كُوْبَحَلَادِلَهِ عَطَافِرَمَاْنَعَ

...أَوْلَئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرَزْقٌ كَرِيمٌ (۴)

یہی لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور باکرامت روزی ہے

یہاں قیامت کے آنے کی حکمت بیان فرمائی کہ ایمان والوں کو ان کی نیکیوں کا بدلہ ملنے والے مغفرت اور رزق کریم سے نوازے جائیں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہاتھوں سے ضد کی رسولوں کی نہ مانی انہیں بدترین اور سخت سزا کیں ہوں۔ نیک کارمومن جزا اور بدکار کفار سزا یا کیں۔ جیسے فرمایا:

لَا يَسْتَوْى أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (59:20)

جنہیں اور جنتی برادریں جنتی کامیاب اور مقتضد ورثیں۔

اور آیت میں ہے:

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلَحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَقْبِلِينَ كَالْفَاجَارِ (38:28)

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کے لئے برابر کر دیں گے جو بیش روشنی میں شاد مجاہتے رہے۔ یا پر ہیز گاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں گے؟

یعنی مومن اور مفسد مبتلى اور فاجر برادریں۔

وَالَّذِينَ سَعَوا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أَوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رَجْزِ الْيَمِ (۵)

ہماری آئیتوں کے مقابلوں میں جنہوں نے کوشش کی ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے المناک سزاوں کا عذاب ہے۔

وَيَرَى الَّذِينَ أَوْثَوا الْعِلْمَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ ...

جنہیں علم ہے کہ وہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ تیری جانب تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ سراسر حق ہے

یہاں قیامت کی ایک اور محکمت بیان فرمائی کہ ایماندار بھی قیامت کے دن نیکوں کو جزا اور بدلوں کو سزا ہوتے ہوئے ویکھیں گے تو وہ علم الحقین سے عین الحقین حاصل کر لیں گے اور اس وقت کہہاٹھیں گے:

لَقَدْ جَاءَتِ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (7:43)

ہمارے رب کے رسول ہمارے پاس حق لائے تھے۔

اور اس وقت کہا جائے گا:

هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ (36:52)

یہ ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے دیا تھا اور رسولوں نے حق حکم دیا تھا۔

اور فرمایا:

لَقَدْ لَبِثُمْ فِي كَبَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثَةِ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثَةِ (30:56)

اللہ تعالیٰ نے تو کہدیا تھا کہ قیامت تک رہو گے تو اب قیامت کا دن آپکا۔

وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (۶)

اور اللہ تعالیٰ غالب خوبیوں والے کی راہ کی رہبری کرتا ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ عزیز ہے یعنی بلند جناب والا بڑی سرکار والا ہے بہت عزت والا ہے پورے غلبے والا ہے اس پر کسی کا بس نہ کسی کا زور نہ چریز اس کے سامنے پست اور عاجز۔ قابل تعریف ہے اپنے اقوال و افعال شرع و فعل میں ان تمام میں اس کی ساری حقوق اس کی ثنا خواں ہے۔

مشرکین کا دوبارہ زندگی سے انکار:

**وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هُلْ نَذِلْكُمْ عَلَى رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُرْفَقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ
إِنَّكُمْ لَفِي خُلُقِ الْجَدِيدِ (۷)**

کافروں نے کہا ۲ وہ ہم تمہیں ایک ایسا شخص بتالا میں جو تمہیں یہ خبر پہنچا رہا ہے کہ جب تم بالکل ہی ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم پھرستے ایک نئی پیدائش میں آؤ گے۔

أَفَتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ حَيَّةٌ ...

ہم تمہیں کہہ سکتے کہ خود اس نے ہی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے دیوانگی ہے کافروں ملحوظ ہو گی کہ مخالف جانتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کے نبی کائداق اڑائے تھے ان کے کفر یہ کلمات کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ ۲ پس میں کہتے تھے اور سنو! ہم میں ایک صاحب ہیں جو فرماتے ہیں کہ جب مر کر ملی میں مل جائیں گے اور پورا اچورا اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اس کے بعد بھی ہم زندہ کے جائیں گے اس شخص کی نسبت وہی خیال ہو سکتے ہیں۔

. یا تو یہ کہ ہوش و خواس کی درستی میں وہ عمدًا اللہ تعالیٰ کے ذمے ایک جھوٹ بول رہا ہے اور جواں نے نہیں فرمایا وہ اس کی طرف نسبت کر کے یہ کہہ رہا ہے . اور اگر یہ نہیں تو اس کا دماغ خراب ہے مجھوں ہے نہ بے سوچ مجھے جو جی میں آیا زبان پر چڑھا کر دیتا ہے -

...بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالُ الْبَعِيدُ (۸)

حقیقت یہ ہے کہ آخرت پر یقین نہ رکھنے والے ہی عذاب میں اور دوسری گمراہی میں ہیں -

اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیتا ہے کہ یہ دونوں با تمس نہیں - انحضرت میچے ہیں نیک ہیں راہ یا فتو ہیں وانا ہیں باطنی اور ظاہری بصیرت والے ہیں -

لیکن اسے کیا کیا جائے کہ مکروہ جہالت اور بے گنجی سے کام لے رہے ہیں اور غور و فکر سے بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کرتے ایک انکار سیکھ لیا ہے جسے جا جا اور بے جاستعمال کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے حق بات اور سیدھی راہ ان سے چھوٹ جاتی ہے اور بہت دور تک کھڑے ہو جاتے ہیں -

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْقُهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ...

کیا وہ اپنے ۲ گے پیچھے ۲ سماں وزمین کو دیکھ نہیں رہے -

کیا ان کی قدرت میں تم کوئی کمی دیکھ رہے ہو - جس نے محیط ۲ سماں اور بسیط زمین پیدا کر دی - جہاں جائیں نہ ۲ سماں کا سایہ چھوٹے نہ زمین کا فرش - جیسے فرمان ہے :

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ

وَالْأَرْضَ فَرَشَنَاهَا فَنَعْمَ الْمَهْدُونَ (48-51:47)

ہم نے ۲ سماں کو اپنے باتھوں سے بنایا اور ہم کشاورگی والے ہیں - زمین کو ہم نے ہی بچھایا اور ہم بہت اچھے بچھانے والے ہیں -

یہاں بھی فرمایا کہ ۲ گے دیکھو تو اور پیچھے دیکھو تو اسی طرح دو گیسیں نظر ڈالو تو اور بائیسیں طرف التفات کرو تو وسیع ۲ سماں اور وسیع زمین نظر آئے گی -

...إِنْ شَاءَ تَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ سُقْطٌ عَلَيْهِمْ كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ ...

اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسادیں یا ان پر ۲ سماں کے لکڑے گردائیں -

اتھی بڑی مخلوق کا غالق اتنی زبردست قدر تو اس پر قادر کیا تم جیسی چھوٹی سی مخلوق کو فنا کر کے پھر پیدا کرنے پر قدرت کو بیٹھا؟ وہ تو قادر ہے کہ اگر چاہے تمہیں زمین میں دھنسادے یا ۲ سماں تم پر توڑو -

یقیناً تمہارے ظلم اور گناہ اسی قابل ہیں - لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم اور عنوان ہے کہ وہ تمہیں مہلت دیجے ہوئے ہے -

...إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لُّكْلٌ عَبْدٌ مُّنِيبٌ (۹)

یقیناً اس میں پوری دلیل ہے ہر اس بندے کے لئے جو دل سے متوجہ ہو۔

جس میں عقتل ہو جس میں دور بیٹی کا مادہ ہو؛ جس میں غور و فکر کی عادت ہو۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف بھجنے والی طبیعت ہو۔ جس کے سینے میں دل؛ دل میں حکمت اور حکمت میں نور ہو وہ تو ان زبردست نشانات کو دیکھنے کے بعد اس قادر و خالق اللہ تعالیٰ کی اس قدرت میں شک کر ہی نہیں سکتا کہ مرنے کے بعد پھر جینا ہے۔

۲ سالنوں جیسے شامیانے اور زمینوں جیسے فرش جس نے پیدا کر دیئے اس پر انسان کی پیدائش کیا مشکل ہے؟

اور آیت میں فرمایا:

أَولَيْنَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلِى (36:81)

جس نے ۲ سالنوں اور زمینوں کو پیدا کر دیا وہ ان جیسوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ بے شک قادر ہے۔

جس نے ہڈیوں کو شست اور کھال کو ابتدأ پیدا کی۔ اسے ان کے گل جانے اور ریزہ ریزہ ہو کر جھٹڑ جانے بعد اکھنا کر کے اخمانا بخانا کیا بھاری ہے؟ اسی کو اور آیت میں فرمایا:

لَخَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (40:57)

انسانوں کی پیدائش سے بہت زیادہ مشکل تو ۲ سالان و زمین کی پیدائش ہے لیکن اکھروں بے علمی بر تھے ہیں۔

حضرت داؤد کی شان:

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاءُودَ مِنًا فَضْلًا ...

ہم نے داؤد پر اپنا فضل کیا۔

الله تعالیٰ ہیان فرماتا ہے کہ اس نے اپنے بندے اور رسول حضرت داؤد پر دینی اور اخروی رحمت نازل فرمائی تھوڑت
بھی دی بادشاہت بھی لا اور لشکر بھی دینے طاقت و قوت بھی دی پھر ایک پاکیزہ مجزہ یہ عطا فرمایا کہ ادھر نغمہ داؤدی ہوا میں
کونجا ادھر پہاڑوں کو اور پرندوں کو بھی وجود آ گیا۔

...يَا جَبَالُ أَوَّبِي مَعَةً وَالطَّيْرَ ...

اے پہاڑ اس کے ساتھ رغبت سے تبیح پڑھا کرو۔ اور پرندوں کو بھی

پہاڑوں نے آواز میں آواز ملا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و شاشروع کی۔ پرندوں نے پرہلانے چھوڑ دیئے اور اپنی قسم کی پیاری
پیاری بولیوں میں رب کی وحدانیت کے گیت کانے لگے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رات کو حضرت ابو موسیٰ اشعرؑ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے جسے سن کر اللہ تعالیٰ کے رسول
نکھر گئے۔ ویرنک سننے رہے پھر فرمائے لگے:

لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مَزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاؤِد

أَنْبِئْ لَغْرِدَادِيَّ كَا كَچْحَوْ حَصْلَّى گِيَا۔

ابو عثمان نہدی کا بیان ہے کہ وَاللَّهُمَّ نَسِّيْ زیادہ پیاری آوازِ سکی باجے کی بھی نہیں سنی۔

...يَا جِبَالُ أُوبَيِّ مَعَةُ وَالظَّيْرُ ...

اویسی کے معنی جوشی زبان میں یہ ہیں کہ صحیح بیان کرو۔

لغت عرب میں یہ لفظ ترجیح کے معنی میں موجود ہے۔

پس پہاڑوں کو اور پرندوں کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ حضرت داؤدؑ کی آواز کے ساتھ اپنی آواز بھی ملا لیا کریں۔ مطلب ہے کہ داؤدؑ کی آواز میں تم بھی آواز ملا کر خوش آوازی سے رب کی حمد بیان کرو۔

وَاللَّهُمَّ الْحَدِيدَ (۱۰)

اور ہم نے اس کے لئے اوہ نرم کر دیا

اور فضل ان پر یہ ہوا کہ ان کے لئے اوہ نرم کر دیا گیا۔ نہ انہیں او ہے کو بھی میں ذائقے کی ضرورت نہ بخوازے مارنے کی حاجت۔ با تھوڑی میں آتے ہی ایسا ہو جاتا تھا جیسے وحاصے۔

أَنْ أَعْمَلْ سَابِعَاتٍ وَقَدْرٌ فِي السَّرْدِ ...

کہ تو پوری پوری زر ہیں ہنا اور جوڑوں میں اندازہ رکھ

اب اس لو ہے سے بفرمانِ الٰہی آپ زر ہیں بناتے تھے۔ بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے زرہ آپ ہی نے ایجاد کی ہے۔ ہر روز صرف ایک زرہ بناتے۔ زرہ بنانے کی ترکیب خود اللہ تعالیٰ کی سمجھائی ہوئی تھی کہ کڑیاں تھیک تھاک رکھیں جلتے چھوٹے نہ ہوں کہ تھیک نہ بیخیں بہت بڑے نہ ہوں کہ ڈھیلا پر رہ جائے۔ بلکہ ناپ قول اور صحیح انداز سے جلتے اور کڑیاں ہوں۔

اہن عساکر میں ہے کہ حضرت داؤدؑ بھیں بدل کر تھا کرتے اور رعایا کے لوگوں سے مل کر ان سے اور باہر کے آنے جانے والوں سے دریافت فرماتے کہ داؤد کیسا آدمی ہے؟ لیکن ہر شخص کو تعریفیں کرتا ہوا پاتتے۔ کسی سے کوئی بات اپنی ثابت قابل اصلاح نہ سنتے۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو انسانی صورت میں نازل فرمایا۔

حضرت داؤدؑ کی ان سے بھی ملاقات ہوئی تو جیسے اور وہ سے پوچھتے تھے ان سے بھی سوال کیا۔ انہوں نے کہا داؤدؑ ہے تو اچھا آدمی لیکن اگر ایک کمی کی ان میں نہ ہوئی تو کامل بن جاتا۔

آپ نے بڑی رغبت سے پوچھا کہ وہ کیا؟

فرمایا یہ کہ وہ اپنا بوجھ مسلمانوں کے بیتِ المال پر ڈالے ہوئے ہے۔ خود بھی اسی میں سے لیتا ہے۔ اور اپنے اہل و عیال کو بھی اسی میں سے کھلاتا ہے۔

حضرت داؤدؑ کے دل میں بات گزگزی کر یہ شخص بھیک کرتا ہے۔ اسی وقت جناب پاری کی طرف جمک پڑے اور گریز اری کے ساتھ دعا کیں کرنے لگے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے کوئی کام کا حسکھا دے۔ جس سے میرا پیٹ بھر جایا کرے کوئی صنعت اور کاری گری مجھے بتا دے۔ جس سے میں اتنا حاصل کر لیا کروں کہ وہ مجھے اور میرے بال پچوں کو کافی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں زر ہیں بنائی سکھائیں اور پھر اپنی رحمت سے اوبے کوان کے لئے نرم کر دیا۔ سب سے پہلے زر ہیں آپ نے ہی بنائی ہیں۔ زرہ بنا کر فروخت کرتے اور اس کی قیمت کے تین حصے کر لیتے۔ ایک اپنے کھانے پینے کے لئے ایک صدق کے لئے تاکہ دوسرا زرہ بنا نے تک اللہ تعالیٰ کے بندوں کو دیتے رہیں۔

حضرت داؤدؑ کو نعمہ دیا گیا تھا۔ وہ محض بے ظیر تھا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے کو بخشتے ہی اور لفظت ہی چون پرند پہاڑ لکھ کر سب وجد میں آ جاتے اور ہر چیز صبر و سکون کے ساتھ محبوبیت کے عالم میں آپ کی آواز سے متاثر ہو کر کتاب اللہ میں مشغول ہو جاتی۔ سارے باجے شیاطین نے نعمہ داؤدؑ سے نکالے ہیں۔ آپ کی بے مثل خوش آوازی کی یہ چراؤ نیلگین ہیں۔

...وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۱۱)

تم سب نیک کام کیا کرو۔ یقین مانو کہ میں تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہوں۔

اپنی ان نعمتوں کو بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اب تمہیں بھی پاپیتے کے نیک اعمال کرتے رہو۔ میرے فرمان کا خلاف نہ کرو یہ بہت بڑی بات ہے کہ جس کے اتنے بڑے اور بے پایاں احسان ہوں اس کی فرمائیداری ترک کر دی جائے۔ میں تمہارے اعمال کا گمراہ ہوں تمہارا کوئی عمل چھوٹا بڑا نیک بد مجھ سے پوچھ دیں۔

حضرت سلیمانؑ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات:

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عُذُوْهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ...

ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو سخز کر دیا کہ صح کی منزل اس کی مہینہ بھر کی ہوتی تھی اور شام کی منزل بھی۔

حضرت داؤدؑ پر جو نعمتیں ہازل فرمائی تھیں ان کا بیان کر کے پھر آپ کے فرزند حضرت سلیمانؑ پر جو نعمتیں ہازل فرمائی تھیں ان کا بیان ہو رہا ہے کہ ان کے لئے ہوا کو تابع فرمان بنادیا۔ میں بھر کی راہ صح ہی صح طے ہو جاتی اور اتنی ہی مسافت کا سفر شام کو ہو جاتا۔

...وَأَسْلَنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ...

اور ہم نے ان کے لئے تابنے کا چشمہ بھاڑ دیا۔

تابنے کو بطور پانی کر کے اللہ تعالیٰ نے اس کے چشمے بھاڑ دیئے تھے کہ جس کام میں جس طرح جس وقت لانا چاہیں بلادقت لے لیا کریں۔ یہ تابنے انہیں کے وقت سے کام میں آ رہا ہے۔

...وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ...

اور اسکے رب کے حکم سے بعض جنات اس کی ماقومتی میں اسکے سامنے کام کرتے تھے۔

...وَمَن يَزْعُ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا ثُذْقَةٌ مِنْ عَذَابِ السَّعَيرِ (۱۲)

اور ان میں سے جو کبھی ہمارے حکم سے سرتاہی کرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

اہن انغم سے روایت ہے کہ جنات کی تین قسمیں ہیں
۔ ایک کے لئے تو عذاب ثواب ہے۔
۔ ایک آسمان و زمین میں اڑتے رہتے ہیں
۔ ایک سماپ کتے ہیں۔

انسانوں کی بھی تین قسمیں ہیں۔
۔ ایک وہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش تک ساید ہے گا۔ جس دن بجز اس کے سامنے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔
۔ اور ایک قسم مثل چوپا یوں کے ہے بلکہ ان سے بھی بدتر۔
۔ اور تیسرا قسم انسانی صورتوں میں شیطانی دل رکھنے والے۔

حضرت حسنؑ فرماتے ہیں کہ جن اٹھیں کی اولاد میں سے ہیں اور انسان حضرت آدمؐ کی اولاد میں سے ہیں۔ دلوں میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی عذاب ثواب میں دلوں شریک ہیں دلوں کے ایماندار ولی اللہ ہیں۔ اور دلوں کے بے ایمان شیطان ہیں۔

يَعْمَلُونَ لِهِ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجْفَانَ كَالْجَوَابَ وَقَدُورَ رَأْسِيَاتِ ...

جو کچھ سلیمان چاہتے وہ جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چواہوں پر بھی ہوئی مضبوط دیگنیں،

محارب کہتے ہیں بہترین عمارتوں کو گھر کے بہترین حصے کو مجلس صدارت کی جگہ کو بقول مجاہد ان عمارتوں کو جو محلاں سے کم درجہ کی ہوں۔

ضحاکؑ فرماتے ہیں مسجدوں کو۔
قادةؑ کہتے ہیں بڑے بڑے محل اور مسجدوں کو۔
اہن زید کہتے ہیں گھروں کو۔

تماثیل کہتے ہیں تصویروں کو زیارتی کی تھیں بقول قادةؑ وہ مٹی اور شیشے کی تھیں۔

جواب جمع ہے جایہ کی جایہ اس حوض کو کہتے ہیں جس میں پانی آتا رہتا ہے یہ مثل تالاب کے تھیں۔

وَقَدُورَ رَأْسِيَاتِ

بہت بڑے بڑے لگن تھے تاکہ حضرت سلیمانؑ کی بہت بڑی فونگ کے لئے کھانا بیک وقت بہت سا تیار ہو سکے اور ان کے سامنے لا یا جائیں۔ اور بھی ہوئی دیگنیں جو بوجہ اپنی بڑائی کے اور اپنے کے اوہرا وہر نہیں کی جاسکتی تھیں۔

...اَعْمَلُوا آلَ دَاؤُودَ شُكْرًا...

اے آل داؤود اس کے شکر یہ میں نیک عمل کرو

ان سے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا تھا کہ دین دنیا کی جو نعمتیں میں لے تھیں دے۔ رجھی ہیں ان پر میرا شکر کرو۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف سلمیؓ سے مروی ہے کہ نماز بھی شکر ہے اور روزہ بھی شکر ہے اور بھاگ عمل ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے شکر ہے اور سب سے افضل شکر حمد ہے۔

محمد بن عقب قرآنی فرماتے ہیں شکر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور نیک عمل ہے۔ آل داؤود و نبیوں طرح شکر ادا کرتی تھی۔ قوام بھی اور فعاً بھی۔

ثابت ہائی فرماتے ہیں حضرت داؤودؑ نے اپنی اہل و عیال اولاد اور عورتوں پر اس طرح اوقات کی پابندی کے ساتھ نفل نماز تقسیم کی تھی کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی نماز میں مشغول نظر رہتا۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ الصَّلَاةَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى صَلَاةُ دَاؤُودَ، كَانَ يَنَمُ نصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلَّةَ، وَيَنَمُ سُدُسَهُ،

وَأَحَبَّ الصَّيَامَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى صَيَامُ دَاؤُودَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفَطِّرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُ إِذَا لَاقَى

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند حضرت داؤودؑ کی نماز تھی۔ آپؑ اونچی رات سوتے ہیاتی رات قیام کرتے اور چھٹا حصہ سور ہتھے۔

اسی طرح سب روزوں سے زیادہ محبوب روزے بھی اللہ تعالیٰ کو آپؑ ہی کے تھے۔ آپؑ ایک دن روزے سے رہتے اور ایک دن بے روزہ۔ ایک خوبی آپؑ میں یہ تھی کہ دوسری سے جہاد کے وقت منہ پھیرتے۔

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی والدہ ماجدہ نے آپؑ سے فرمایا کہ پیارے بچے رات کو بہت نہ سوایا کرو۔ رات کی زیادہ نیزہ انسان کو قیامت کے دن فتحیہ بنا دیتی ہے۔

ابن ابی حاتم میں اس موقع پر حضرت داؤودؑ کی ایک مظلوم حدیث مروی ہے۔ اسی کتاب میں یہ بھی مروی ہے کہ حضرت داؤودؑ نے جناب باری میں عرض کیا کہ الٰہ العالمین تیرا شکر کیسے ادا ہو گا شکرگزاری خود تیری ایک نعمت ہے۔ جواب ملا، داؤد اب تو نے میری شکرگزاری ادا کر لی جب کہ تو نے اسے جان لیا کہ کل نعمتیں میری ہی طرف سے ہیں۔

... وَقَلِيلٌ مِّنْ عَبَادِي الشَّكُورُ (۱۳)

یہاں ایک واقعہ کی خبر دی جاتی ہے کہ بندوں میں سے شکرگزار بند۔ بہت ہی کم ہیں۔

حضرت سليمان کی موت:

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتَهُ ...

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی موت کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی بھرگھن کے کیڑے کے جوان کی لکڑی کو کھارا تھا۔

حضرت سليمان کی موت کی کیفیت بیان ہو رہی ہے اور یہ بھی ہے کہ جو جنات ان کے فرماں کے ماتحت کام کا ج میں مصروف تھا ان پر اگلی موت کیسے نامعلوم رہی وہ انتقال کے بعد بھی لکڑی کو لیکے کھرے ہی رہے اور یہ انہیں زندہ سمجھتے ہوئے سر جھکائے اپنے سخت سخت کاموں میں مشغول رہے۔

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنَّ لَوْ كَاثُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ (۱۴)

پس جب سليمان گرپڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب داں ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔

جس لکڑی کے سہارے آپ کھرے تھے۔ جب اسے دیکھ چاٹ گئی اور وہ کھوکھلی ہو گئی تو آپ گرپڑے۔ اب جنات اور انسانوں کو آپ کی موت کا پتہ چلا۔ تب توہ صرف انسانوں کو بلکہ خود جنات کو بھی یقین ہو گیا کہ ان میں سے کوئی بھی غیب داں نہیں۔

حضرت زید بن اسلم سے مردی ہے کہ حضرت سليمان "نے ملک الموت سے کہہ رکھا تھا کہ یہری موت کا مجھے کچھ پہلے بتاوینا۔ حضرت ملک الموت نے بھی کیا تو آپ نے جنات کو بغیر دروازے کے ایک شیشے کامکان بنانے کا حکم دیا اور اس میں ایک لکڑی پر یک لگا کر نماز شروع کی یہ موت کے ذریعہ سے نہ تھا۔ حضرت ملک الموت اپنے وقت پر آئے اور روح قبض کر گئے۔ پھر لکڑی کے سہارے آپ سال بھرا ہی طرح کھرے رہے۔ جنات اور ہدھر سے دیکھ کر آپ کو زندہ سمجھ کر اپنے کاموں میں آپ کی بیعت کی وجہ سے مشغول رہے۔ لیکن جو کیڑا آپ کی لکڑی کو کھارا تھا جب وہ اونچی کھاچ کا تواب لکڑی پر جوہ نہ سہار سکی اور آپ گرپڑے جنات کو آپ کی موت کا یقین ہو گیا اور وہ بھاگ کھرے ہوئے۔

اور بھی بہت سے سلف سے یہ مردی ہے۔

قوم سباء کی تفصیلات:

لَقْدْ كَانَ لِسَبَّا فِي مَسْكُنِهِمْ آتَيْهُ ...

قَوْمَ سَبَّا كَلَّتْ اَنْتِي بَسْتَيُونَ مِنْ قَدْرَتِ الْهَنِّي كَلَّتْ تَحْتِي -

قوم سباء میں رہتی تھی۔ جن بھی ان میں سے ہی تھے۔ بلقیس بھی ان ہی میں سے تھیں۔ یہ بڑی نعمتوں اور راحتوں میں تھے۔ چین ۲ رام سے زندگی گزار رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ان کے پاس ۲۴ انہوں نے شکر کرنے کی تلقین کی۔ رب کی وحدانیت کی طرف بلا یا اس کی عبادتیں سمجھائیں تو کچھ زمانے تک یونہی رہے لیکن پھر جب کہ انہوں نے سرتاہی اور روگروانی کی احکام الہی بے پرواہی سے ٹال دیئے تو ان پر زور کا سیلا ب آیا اور تمام ملک اور باغات اور کھیتیاں وغیرہ تاخت و تاراج ہو گئیں۔

محمد بن الحسن سپا کا نسب نامہ اس طرح پیان کرتے ہیں 'عبداللہ بن عرب بن فتحان' اسے سپا اس لئے کہتے ہیں کہ اسی نے سب سے پہلے عرب میں دشمن کے قید کرنے کا رواج لکھا اور اسی نے سب سے پہلے مال غنیمت کو فوجوں میں تقسیم کرنے کا رواج لکھا۔ اس وجہ سے اسے رائش بھی کہتے ہیں۔ مال کو ریش اور یا ش بھی عربی میں کہتے ہیں۔

یہ بھی مذکور ہے کہ اس بادشاہ نے 'آنحضرت' کے تشریف لانے سے پہلے ہی آپ کی پیش کوئی کی تھی کہ اس ملک کا مالک ہمارے بعد ایک نبی ہو گا جو حرم کی عزت کرے گا۔ اس کے بعد اس کے خلافاً ہوں گے جن کے سامنے دنیا کے بادشاہ سرگوں ہو جائیں گے۔ اس نبی کا نام احمد ہو گا۔ کاش! میں بھی ان کی نبوت کے زمانے کو پالیتا توہر طرح کی خدمت کو غنیمت سمجھتا۔ لوگو! جب بھی وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ظاہر ہوں تو تم پر فرض ہے کہ ان کا ساتھ دو اور اور ان کے مددگار ہن جاؤ اور جو بھی آپ سے ملے اس پر میری جانب سے فرض ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں میر اسلام پہنچا دے۔

اکلیل ہمو فتحان کے بارے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ارم بن سام بن نوح کی نسل میں سے ہے دوسرا یہ کہ وہ عابر یعنی حضرت ہودؑ کی نسل سے ہے۔ تیسرا یہ کہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم کی نسل سے ہے۔

دیوار کا قصہ یہ ہے کہ ان کے دونوں جانب پہاڑ تھے جہاں سے نہریں اور جنیہے بہہ بہہ کران کے شہروں میں آتے تھے اسی طرح نالے بھی اور دریا بھی اوہرا اوہر سے آتے تھے۔ ان کے قدیمی بادشاہوں میں سے کسی نے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک مضبوط پہشتہ بنوادیا تھا۔ جس دیوار کی وجہ سے پانی اوہرا اوہر ہو گیا تھا۔ خوبصورت دریا جاری رہا کرتا تھا۔

جس کے دونوں جانب باغات اور کھیتیاں لگادی تھیں۔ پانی کی کثرت اور زمین کی عمدگی کی وجہ سے یہ خطہ بہت ہی زرخیز اور ہر ابھر ابھر ابھر کرتا تھا۔ بیباں تک کہ حضرت قادہ کا بیان ہے کہ کوئی عورت اپنے سر پر لوکری رکھ کر چلتی تھی۔ کچھ دور جانے تک وہ لوکری چھلوں سے بالکل بھر جاتی تھی۔ درختوں سے جو چھل خود بخود جھرتے تھے وہ اس قدر کثرت سے ہوتے تھے کہ ہاتھ سے توڑنے کی حاجت نہیں پڑتی تھی۔

یہ دیوار مارب میں تھی جو صنعا سے تین منزل پر تھی اور سد مارب کے نام سے مشہور تھی۔ آب وہاں کی عمدگی صحت مزاں اور اعتدال عنایت الہی سے اس طرح تھا کہ ان کے ہاں بھی پھر اور زہر میلے جانور بھی نہ ہوتے تھے۔

یہ اس لئے تھا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید کو مانیں اور پا دل و جان اس کی خلوص کے ساتھ عبادت کریں۔

...جَنَّاتُ عَنْ يَمِينِ وَشِمَاءِ ...

ان کے دامیں بائیں دو باش تھے۔

یہ تھی وہ نشانی قدرت جس کا ذکر اس آیت میں ہے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان آباد بھی اور بھتی کے دونوں طرف ہر۔ بھر۔ پھلدار باغات اور سربرز کھیتیاں۔

...كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَأَشْكُرُوا لَهُ بِلَدَةً طَيِّبَةً وَرَبَّ غُفُورٌ (۱۵)

اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو عمدہ پاکیزہ شہر اور بخششے والا رب ہے۔

ہاں اس کے پاس درجات دلانے والی چیز ایمان اور نیک اعمال ہیں۔ انکی نبیوں کے بدلتے انہیں بہت بڑھا چڑھا کر دیجئے جائیں گے۔ ایک ایک نیکی دس دن بالکل سات سات سو گناہ کر کے دی جائے گی۔

ان سے جناب باری نے فرمادیا تھا کہ اپنے رب کی دی ہوئی روز یاں کھاؤ پیو اور اس کے شکر میں لگر ہو۔ لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو اور اس کی نعمتوں کے شکر کو بھلا دیا اور سورج کی پرستش کرنے لگے۔ جیسے کہ بدہنے حضرت سليمانؑ کو خبر دی تھی کہ:

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطَّتُ بِمَا لَمْ تُحْطِ بِهِ وَجَذَّثَ مِنْ سَبَأً بَنَّا يَقِينَ

إِلَى وَجَدَثُ امْرَأَةً تَمْلَكُهُمْ وَأُوتَيْتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ

**وَجَدَثُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَنُ أَعْمَلُهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ
فَهُمْ لَا يَهْدُونَ (24-27:22)**

میں تمہارے پاس سبائی کی ایک پختہ خبر لایا ہوں، ایک عورت ان کی بادشاہت کر رہی ہے جس کے پاس تمام چیزوں موجود عظیم الشان تخت سلطنت پر وہ متمکن ہے۔ رانی اور رعایا اس سورج پرست ہیں۔ شیطان نے ان کی راہ مار رکھی ہے۔ بے راہ ہو رہے ہیں۔

فَاعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرَمِ ...

لیکن انہوں نے روگردانی کی توہم نے ان پر زورگی روکا پانی کا نالہ بچین دیا

مردی ہے کہ بارہ تیرہ بیغیران کے پاس آئے تھے بالآخر شامت اعمال رنگ لائی۔ جو دیوار انہوں نے بنارکھی تھی اسے چوہوں نے اندر سے کھوکھلی کر دی اور بارش کے زمانے میں وہ ٹوٹ گئی پانی کی ریلیں چیل ہو گئی۔ ان دریاؤں کے چشمیں بارش کے نالوں کے سب پانی آ گئے۔ ان کی بستیاں ان کے محلات ان کے باغات اور ان کی کھیتیاں سب تباہ و بر باد ہو گئیں۔ ہاتھ ملنے رہ گئے کوئی تمہیر کا رگرہ ہوئی۔

...وَبَدَّلْنَا هُمْ بِجَنَّتِهِمْ جَنَّتَيْنِ دُوَّاتِي أَكْلِ حَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ (۱۶)

اور ہم نے ان کے ہرے بھرے باغوں کے بدلتے دوایسے باش دیجئے جو بدمزہ میووں والے اور بکثرت جھاؤ اور پکھ بیہری کے درختوں والے تھے

پھر تو وہ بتاہی آئی کہ اس زمین پر کوئی چھلدار درخت جنمتا ہی نہ تھا۔ پیلو کے جھاؤ کے لیکر کے بول کے اور ایسے ہی بے مزہ بے میوہ بدمزہ بے کار درخت اگتے تھے۔ ہاں البتہ پکھ بیہریوں کے درخت اگ آئے تھے جو نسبتاً اور درختوں سے کارامد تھے۔ لیکن وہ بھی بہت زیادہ خاردا اور کم چھلدار تھے۔

ذلِكَ جَزِئُنَا هُمْ بِمَا كَفُروا...

ہم نے ان کی ناشکری کا یہ بدلتے انہیں دیا۔

یہ تھا ان کے کفر و شرک، سرکشی اور تکبر کا بدله کہ نعمتیں کھو بیٹھے اور زحمتوں میں مبتلا ہو گئے۔

...وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكُفُورَ (۱۷)

ہم ایسی سخت سزا ہڑے ہوئے ناشکروں ہی کو دیتے ہیں۔

کافروں کو بھی اور اس جیسی ہی سخت سزا نہیں دی جاتی ہیں۔

حضرت ابن خیرؒ فرماتے ہیں گناہوں کا بدله بھی ہوتا ہے کہ عبادتوں میں سنتی آجائے روزگار میں مغلی واقع ہوند توں میں سنتی آجائے۔ یعنی جہاں کسی راحت کا مند پیکھا کر کوئی رحمت آپری مزہ مٹی ہو گیا۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْفَرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرْنَى ظَاهِرَةً ...

ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی چند بستیاں
اور رکھی تھیں جو برسراہ ظاہر تھیں

...وَقَدَرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَامًاً آمِنِينَ (۱۸)

اور ان میں چلنے کی منزلیں ہم نے مقرر کر دی تھیں ان میں راتوں اور دنوں کو بہم و امان
چلتے پھرتے رہو۔

ان پر جو نعمتیں تھیں ان کا ذکر ہو رہا ہے کہ قریب قریب آبادیاں تھیں۔ کسی مسافر کو اپنے سفر میں تو شاید اپنی ساتھ لے
جانے کی ضرورت نہ تھی۔ ہر ہر منزل پر پختہ مزید ارتازے میںے خوشگوار بینخاپانی موجود۔ ہر رات کو کسی سنتی میں گزار
لیں اور راحت و آرام امن و امان سے جائیں آئیں۔

فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارَنَا ...

لیکن انہوں نے پھر رخواست کی کہاے ہمارے پروردگار ہمارے سفر و دروازے کے کردے

باعد کی دوسری قرأت بعد ہے اس راحت و آرام سے پھول گئے۔

...وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ بِفَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَقَنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ...

چونکہ خود انہوں نے اپنے باتھوں اپنا برائیا اس لئے ہم نے انہیں گزشتہ فسانوں کی صورت
میں کر دیا اور ان کے تکلیفے تکلیفے اڑاویجے

...إِنَّ فِي ذَلِكَ نَذَارَاتٍ لَكُلَّ صَبَارٍ شَكُورٍ (۱۹)

ہر ایک صبر و شکر کرنے والے کے لئے اس ماجرے میں بہت سی عبرتیں ہیں۔

انہوں نے بھی دور روز کے سفر میں کرنے کی چاہت کی تاکہ درمیان میں جنگل بھی آئیں غیر اباد جگہیں بھی آئیں تو شے بختے کا لطف بھی آئے۔ قومِ موی کی اس طلب نے ان پر دولت و مسکنتِ ذالی۔ اسی طرح انہیں بھی فرانشی روپی کے بعد ہلاکت ملی۔ بھوک اور خوف میں پڑے۔ ٹھینان اور امن غارت ہوا انہوں نے کفر کر کے خود اپنا ہی بگارا اب ان کی کہانیاں رہ گئیں۔

بخاری و مسلم میں ہے آپؐ فرماتے ہیں:

عَجَّابًا لِّلْمُؤْمِنِ لَا يَعْضُدِي اللَّهُ تَعَالَى لَهُ قَضَاءً إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ،
إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ،
وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ،
وَلَئِنْ دَلَكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ

تعجب ہے کہ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہر قضا بھلائی کے لئے ہوتی ہے اگر اسے راحت اور خوشی پہنچتی ہے تو شکر کے بھلائی حاصل کرتا ہے اور اگر برآئی اور خم پہنچتا ہے تو یہ صبر کرتا ہے اور بدله حاصل کرتا ہے۔ یعنی تو صرف مومن کو یہی حاصل ہے کہ جس کی ہر حالت بہتری اور بھلائی ہے۔

حضرت مطرفؓ فرماتے ہیں صبر و شکر کرنے والا بندہ کتنا اچھا ہے کہ جب اسے نعمت ملے تو شکر کرے اور جب رحمت پہنچے تو صبر کرے۔

شیطان بہ کا تا ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ ...

شیطان نے ان کے بارے میں جو سوچ رکھا تھا اسے سچا کر دکھایا

یہاں شیطان اور اس کے مریدوں کا عام طور پر ذکر فرمایا کہ وہ بدایت کے بد لے حالات بھلائی کے بد لے برآئی لے لیتے ہیں۔ ابلیس نے راندہ درگاہ ہو کر جو کہا تھا کہ

أَرَءَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَمْتَ عَلَى لِنْ أَخْرَتْنَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا حَتَّىَنَ دُرَيْتَهُ إِلَّا قَلِيلًا (17:62)

میں آدمؑ کی اولاد کو ہر طرح برداشت کی کوشش کروں گا اور بجز تھوڑی سی جماعت کے باقی کے سب لوگوں کو تیری سیدھی راہ سے بھلکا دوں گا۔

...فَاثَبُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (۲۰)

لوگ سب کے سب اس کے تابع دار بن گئے سوائے مومنوں کی جماعت کے۔

اس نے یہ کردکھایا اور اولاد آدم کو اپنے پنجے میں چاہس لیا۔

جب حضرت آدم و حوالیہم السلام اپنی خطکاری وجہ سے جنت سے امار دیئے گئے اور ابلیس لمحیں بھی ان کے ساتھ اتر اس وقت وہ بہت خوش تھا اور جی میں اٹھا رہا تھا کہ انہیں میں نے بہ کالیا تو ان کی اولاد کو تباہ کر دیا میرے باکیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

اس خبیث کا قول تھا کہ میں ابن آدم کو بزرگ باش دکھاتا رہوں گا۔ غفات میں رکھوں گا۔ طرح طرح سے دھوکے دوں گا اور اپنے چال میں پھنسائے رکھوں گا۔

جس کے جواب میں جناب باری جل جلالہ نے فرمایا تھا۔ مجھے بھی اپنی عزت کی قسم موت کے فخر سے پہلے جب بھی وہ تو بے کرے گا میں فوراً قبول کروں گا۔ وہ مجھے جب پکارے گا میں اس کی طرف متوجہ ہو جاؤں گا۔ مجھ سے جب بھی وہ تو پکرے گا وہ فوراً قبول کروں گا۔ وہ مجھے جب پکارے گا میں اس کی طرف متوجہ ہو جاؤں گا۔ مجھ سے جب بھی جو کچھ مانگے گا میں اسے دوں گا۔ مجھ سے جب وہ بخشش طلب کرے گا میں اسے بخشوں گا۔ ابن الی حاتم

**وَمَا كَانَ لِهِ عَلِيهِمْ مِّنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِنْهُوْ
مِنْهَا فِي شَكٍّ ...**

شیطان کا ان پر کوئی زور اور دباؤ نہ تھا مگر تاکہ ہم ان لوگوں کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں میں ممتاز طور پر ظاہر کردیں جو اپ سے شک میں ہیں

اس کا کوئی غلبہ جنت زبردستی نہ مار پہیت انسان پر نہ تھی۔ صرف دھوکہ فریب اور مکر بازی تھی جس میں یہ سب پھنس گئے۔ اس میں حکمت الہی یہ تھی کہ مومن و کافر ظاہر ہو جائیں جنت الہی ختم ہو جائے۔ آخرت کو ماننے والے شیطان کی نہیں مانیں گے۔ اس کے مکر رحمن کی ایقاع نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

...وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِظٌ (۲۱)

تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔

مومنوں کی جماعت اس کی حفاظت کا سہارا لیتی ہے۔ اس نے ابلیس ان کا کچھ بکار نہیں سکتا اور کافروں کی جماعت خود اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیتی ہے۔ اس نے ان پر سے اللہ تعالیٰ کی نگہبانی ہٹ جاتی ہے اور وہ شیطان کے ہر فریب کا شکار بن جاتے ہیں۔

جہان میں سب اختیارات اللہ کے ہیں:

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ ...

کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے سب کو پکارلو۔

ہیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے واحد ہے احاد ہے فرد ہے صمد ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بنے نظیرے شریک اور بے مثل ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ساختی نہیں، مشیر نہیں، وری نہیں، مددگار پشتی بان نہیں۔

...لَا يَمْلُكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ...

نہ زمان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے۔

پھر خد کرنے والا اور خلاف کہنے والا تو کہاں؟ جن جن کو پکار کر دیکھ لو معلوم ہو جائے گا کہ ایک ذرے کے بھی مختار نہیں۔ محض بے بس اور بالکل محتاج و عاجز ہیں۔ نہ زمینوں میں ان کی کچھ چلے نہ آ سانوں میں جیسے اور آیت میں ہے:

وَالَّذِينَ تَذَعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلَكُونَ مِنْ قَطْمَيرٍ (35:13)
وہ ایک سمجھو رکے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔

...وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرِّكٍ ...
نہ ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے۔

... وَمَا لَهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ (۲۲)
درخواست شفاعت بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی۔

وَلَا تَنْقُعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ...
بجز ان کے جن کے لئے اجازت ہو جائے

اور یہی نہیں کہ انہیں خود اختیاری حکومت نہ ہوندی سبی شرکت کے طور پر بھی نہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے کسی کام میں مدد لیتا ہے۔ بلکہ یہ سب کے سب فتحی محتاج ہیں۔ اس کے در کے غلام اور اس کے بندے ہیں۔ اس کی عظمت و گہرائی عزت و ہزاری ایسی ہے کہ بغیر اس کی اجازت کے کسی کی جرأت نہیں کہ اس کے سامنے کسی کی سفارش کے لئے بھی لب ہلاکے۔ جیسے فرمان ہے:

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ (2:255)
کون ہے جو اس کے سامنے کسی کی شفاعت بغیر اس کی رضا مندی کے کر سکے۔
اور آیت میں ہے:

وَكُمْ مَنْ مَلِكٌ فِي السَّمَوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مَنْ يَأْذِنَ اللَّهُ لَمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى (53:26)

۲ سانوں کے کل فرشتے بھی اس کے سامنے کسی کی سفارش کے لئے لب ہلانہیں سکتے مگر جس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی رضا مندی سے اجازت دے دے۔
اور جگہ فرمان ہے:

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ أَرْتَضَى وَهُمْ مِنْ خَشِيتِهِ مُشْفِقُونَ (21:28)
وہ لوگ سرف ان کی شفاعت کر سکتے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہو۔ وہ تو خود ہی اس کے خوف سے تھرا رہے ہیں۔

تمام اولاد آدم کے سردار سب سے بڑے شفیع اور سفارشی حضرت محمد رسول اللہؐ بھی جب قیامت کے دن مقام محمود میں شفاعت کے لئے تشریف لے جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ائے اور تحقق کے فیصلے کرے اس وقت کی نسبت آپ فرماتے ہیں:

فَأَسْجُدْ لِلَّهِ تَعَالَى فَيَدْعُنِي مَا أَشَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعَنِي، وَيَقْتَحُ عَلَيَّ بِمَحَاجِدِ لَا أَحْصِبُهَا إِلَّا، ثُمَّ يُقَالُ:
 يَا مُحَمَّدُ ارْفِعْ رَأْسَكَ وَقُلْ شَمْعَ،
 وَسَلْ لُطْفَةً،
 وَاسْفَعْ شَفَّعَ

میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کب تک سجدے میں پڑا رہوں گا۔ اس سجدے میں اس قدر اپنے رب کی تعریفیں بیان کروں گا کہ اس وقت تو وہ الفاظ بھی مجھے معلوم نہیں۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا۔
 اے محمد! اپنا سارا محسوس ہے آپ کی بات سنبھالنے جائے گی۔
 آپ مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔
 آپ شفاقت سنبھالنے کی قبول کی جائے گی۔

حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ...

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جائے گی تو پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟

قَالُوا الْحَقُّ ...

جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا

...وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (۲۳)

اور وہ بلند والا اور بہت بڑا ہے۔

رب کی عظمت کا ایک اور مقام بیان ہو رہا ہے کہ جب وہ اپنی وہی میں کلام کرتا ہے اور ۲۰ سالوں کے مترب فرشتے اسے سخن ہیں تو بہت سے کامپ انجھتے ہیں اور غصی والے کی طرح ہو جاتے ہیں۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ ہٹ جاتی ہے تو اب آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں کہ اس وقت رب کا کیا حکم نازل ہوا؟ پس اہل عرش اپنے پاس والوں کو وہ اپنے پاس والوں کو یونہی درجہ بدراجہ حکم الٰہی پہنچا دیتے ہیں۔ بلکہ وکاست نجیک نجیک اسی طرح پہنچا دیتے ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر کے موقع پر ہے:

إِذَا قَضَى اللَّهُ تَعَالَى الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْبَحَتِهَا حُضْعَانًا لِقَوْلِهِ، كَأَنَّهُ سِلْسِلَةُ عَلَى صَفَوَانَ، فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا لِلَّذِي
 قَالَ: الْحَقُّ،
 وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ،

جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ ۲ سالاں میں کرتا ہے تو عاجزی کے ساتھ اپنے پر جھکا لیتے ہیں اور رب کا کلام ایسا واقع ہوتا ہے جیسے اس زنجیر کی آواز جو پھر پر جاتی جاتی ہو۔ جب ہمیت کا ہو جاتی ہے تو پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے اس وقت کیا فرمایا؟ جواب ملتا ہے کہ جو فرمایا حق ہے اور وہ علی وکیہر ہے۔

مند احمد میں ہے حضور اکرمؐ ایک مرتب صحابہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو ایک ستارہ جھڑا اور زبردست روشنی ہو گئی۔ ۲۷ نے دریافت فرمایا کہ جامیت میں تمہارا خیال ان ستاروں کے جھڑنے کی نسبت کیا تھا؟ انہوں نے کہا ہم اس موقع پر سمجھتے تھے کہ یا تو کوئی بہت بڑا آدمی پہنچا ہوا یا مرا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا:

انہیں کسی کی موت و حیات سے کوئی واسطہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ جب ہمارا رب تعالیٰ کسی امر کا آسمانوں میں فیصلہ کرتا ہے تو حمالان عرش اس کی شیخیت بیان کرتے ہیں پھر ساتویں ۲ سالاں والے پھر چھٹے ۳ سالاں والے یہاں تک کہ شیخ ۲ سالاں دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر عرش کے آس پاس کے فرشتے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ وہ انہیں بتلاتے ہیں۔ پھر ہر یونچ والا اور والے سے دریافت کرتا ہے اور وہ اسے بتلاتا ہے یہاں تک کہ ۲ سالاں اول والوں کو خیر پہنچتی ہے۔ کبھی اچک لے جانے والے جنات اسے سن لیتے ہیں تو ان پر یہ ستارے جھڑتے ہیں۔ تاہم جو بات اللہ تعالیٰ کو پہنچانی منظور ہوتی ہے اسے والے اڑتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ بہت کچھ باطل اور جھوٹ ملا کر لوگوں میں شہرت دیتے ہیں۔

**فَلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...
پوچھ کہ تمہیں ۲ سالوں اور زمین سے روزی کوں پہنچاتا ہے؟**

فَلَّهُ ...

خود جواب دے کے اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ صرف وہی خالق و رازق ہے اور صرف وہی الوہیت والا ہے۔ جیسے ان لوگوں کو اس کا اقرار ہے کہ آسمان سے بارشیں برسانے والا اور زمینوں سے اناج اگانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ایسے ہی انہیں یہ بھی مان لینا پائیجیے کہ عبادت کے لاائق بھی فقدا وہی ہے۔

وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَى هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۲۴)

سنو ہم یا تم یا تو یقیناً بدایت پر یا کھلی گمراہی میں ہیں۔

فرمایا کہ جب ہم تم میں اتنا بڑا اختلاف ہے تو لامالہ ایک بدایت پر اور دوسرا خلاصت پر ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں فریق بدایت پر ہوں یا دونوں خلاصت پر ہوں۔ ہم موحد ہیں اور تو حید کے دلائل کھلے کھلے اور بہت واضح ہم بیان کر رکھے ہیں اور تم شرک پر ہو جس کی کوئی دلیل تمہارے ہاتھوں میں نہیں۔ پس یقیناً ہم بدایت پر اور یقیناً تم خلاصت پر ہو۔

اصحاب رسول نے مشرکوں سے بھی کہا تھا کہ ہم فریقین میں سے ایک ضرور سچا ہے کیونکہ اس قدر تفاوتیں کے بعد وہوں کاچ ہونا تو عقلناً محال ہے۔

اس آیت کے ایک معنی یہ بھی بیان کئے گئے ہیں کہ ہم ہی ہدایت پر اور تم ضلالت پر ہو۔ ہمارا تمہارا بالکل کوئی تعلق نہیں۔

فَلَّا شُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا ...

کہہ کہ ہمارے کئے ہوئے گناہوں کی بابت تم سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا

... وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ (۲۵)

نہ تمہارے اعمال کی باز پرس ہم سے کی جائے گی۔

ہم تم سے اور تمہارے اعمال سے بری الذمہ ہیں۔ ہاں جس راہ پر ہم چل رہے ہیں اسی راہ پر تم بھی آ جاؤ تو بے شک تم ہمارے ہوا اور ہم تمہارے ہیں ورنہ ہم تم میں کوئی لگاؤ نہیں۔ اور آیت میں ہے:

وَإِن كَذَّبُوكُ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيُّونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ (۱۰:۴۱)

اگر یہ تجھے جھٹاگیں تو کہہ دے کہ میرا عمل میرے ساتھ ہے اور تمہارا عمل تمہارے ساتھ ہے۔ تم میرے اعمال سے چڑھتے ہو اور میں تمہارے کروتوں سے بیزار ہوں۔

سورہ اکافرون میں بھی اسی بے تلقی اور برآٹ کا ذکر ہے۔

فَلَن يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ...

انہیں خبر دے دے کہ ہم سب کو ہمارا رب جمع کر کے پھر ہم میں چੋ فیصلے کر دے گا۔

رب العالمین تمام عالم کو میدان قیامت میں اکٹھ کر کے چੋ فیصلے کر دے گا۔ نیکوں کو ان کی جزا اور بدلوں کو ان کی سزا دے گا۔ اس دن تجھیں ہماری حقانیت و مسداقت معلوم ہو جائے گی۔ جیسے ارشاد ہے:

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَقْرَئُونَ

فَأَمَّا الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلَاحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَتِنَا وَلَفَاءَ الْآخِرَةِ فَأُولَئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْسَرُونَ (۱۶:۳۰-۱۴)

قیامت کے دن سب جدا جدا ہو جائیں گے۔ ایماندار جنت کے پاک باغچوں میں خوش وقت و فرخان ہوں گے۔ اور ہماری آجیوں اور آخرت کے دن کو جھٹانے والے کفر کرنے والے دوزخ کے گھوٹوں میں جنم ان پر بیشان ہوں گے۔

...وَهُوَ الْفَلَّاحُ الْعَلِيمُ (۲۶)

وہ فیصلے چکانے والا ہے اور دانا۔

وہ حاکم و عادل ہے۔ حقیقت حال کا پورا عالم ہے۔

فَلْ أَرُونِي الَّذِينَ الْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاء ...

کہہ کہ اچھا مجھی بھی تو انہیں دکھادو جنہیں تم شریک اللہ عزیز اکراس کے ساتھ ملا رہے ہو۔
تم اپنے ان معبدوں کو ذرا مجھی بھی تو دکھاؤ لیکن کہاں سے ثبوت دے سکو گے۔ جب کہ میرارب الظیر بے شریک اور عدم المثل ہے۔
وہ اکیلا ہے وہ ذی عزت ہے جس نے سب کو اپنے قبیلے میں کر رکھا ہے۔ اور ہر ایک پر غالب آ گیا ہے۔

...كَلَّا بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲۷)

ایسا ہر گز نہیں، بلکہ وہی اللہ ہے غالب بالحكمة۔

حکیم ہے اپنے اقوال و افعال میں اسی طرح شریعت اور تقدیر میں بھی برکتوں والا پاک منزہ اور مشرکوں کی تمام حمتوں سے الگ ہے۔

پیغمبر نبی و بشیر:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافِةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ...

ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور دھمکا دینے والا ہنا کر بھیجا ہے

الله تعالیٰ اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت محمدؐ سے فرمara ہے کہ ہم نے تجھے تمام کائنات کی طرف اپنارسول ہنا کر بھیجا ہے۔ جیسے اور جگہ ہے:

فَلِيَأَئِهَا النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (7:158)

اعلان کرو کر اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں ہوں۔

اور آیت میں ہے:

ثَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (25:1)

بابرکت ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان کو ہوشیار کر دے۔

...وَلِكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (28)

ہاں یہی سمجھی ہے کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔

یہاں بھی فرمایا کہ اطاعت گزاروں کو بشارت جنت دے اور نافرمانوں کو جہنم۔ لیکن اکثر لوگ اپنی جہالت سے نبی کی
نبوت کو نہیں مانتے۔ جیسے فرمایا:

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ (12:103)

کو تو ہر چند چاہے تاہم اکثر لوگ بے ایمان رہیں گے۔

اور جگہ ارشاد ہوا:

وَإِنْ تُطْعِنَ الْكُفَّارَ مَنِ فِي الْأَرْضِ يُضْلُوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (6:116)

اگر بڑی جماعت کی مانے گا تو وہ خود تجھے بھی راہ راست سے ہنا دیں گے۔

پس حضور اکرمؐ کی رسالت عام لوگوں کی طرف تھی۔ عرب و ہجم سب کی طرف۔

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو سب سے زیادہ اس کا تابع فرمان ہو۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو ۲۰ ماہ والوں پر اور نبیوں پر سب پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے اس کی دلیل دریافت کی تو ۲۰ پر نے فرمایا کہ حضرت کو ۲۰ فرماتا ہے کہ ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجاتا کہ وہ اس میں سکھلم خلا تبلیغ کر دے اور حضرت کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے عام لوگوں کی طرف اپنارسول ہنا کر بھیجا۔

بخاری و مسلم میں فرمان رسالہؐ ہے:

أَعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطِهْنَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءَ قَبْلِيْ:

• تُصْرِتُ بِالرُّغْبَ مَسِيرَةَ شَهْرٍ،

• وَجَعَلْتُ لِيَ الْأَرْضَ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيْمًا رَجْلٌ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَهُ الصَّلَةُ فَلَيُصْلَلُ،

• وَأَحْلَتُ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلْ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ،

• وَأَعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ،

• وَكَانَ النَّبِيُّ يُبَعِّثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَيَعْثِثُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

تجھے پانچ صفتیں اسی وی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

• مہینہ بھر کی راہ تک میری مدد صرف رعب سے کی گئی ہے۔

• میرے لئے ساری ریاض مسجد اور پاک بنائی گئی ہے۔ میری امت میں سے جس کسی کو جگہ نماز کا وقت آجائے وہ اسی جگہ نماز پڑھ لے۔

• مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے غمبووس کا مال حال نہیں کیا گیا تھا میرے لئے غمبووس کا مال حال کر دی گئیں۔

• مجھے شفا عت دی گئی۔

• ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں یعنی جن و ان عرب و ہجم کی طرف۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۲۹)

پوچھتے ہیں کہ کہ وہ وعدہ ہے کب؟ پچھے ہوتے بتا دو۔

یہاں کافروں کا قیامت کو محال مانتا ہیں ہورہا ہے کہ پوچھتے ہیں قیامت کب ہے گی؟ جیسے اور جگہ ہے:

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ ءاْمَنُوا مُشْفَقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ (42:18)

بے ایمان تو اس کی جلدی مچار ہے ہیں اور با ایمان اس سے کمکپا رہے ہیں اور اسے حق جانتے ہیں...

فَلَكُمْ مِّيعَادٌ يوْمٌ ...
جواب دے کہ وعدے کا دن تھیک معین ہے۔

... لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةٍ وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ (۳۰)
جس میں ایک ساعت زخم پیچے ہٹ سکتے ہونا گے بڑھ سکتے ہوں۔

جواب دیتا ہے کہ تمہارے لئے وعدہ کا دن مقرر ہو چکا ہے۔ جس میں تقدیم تاخیر کی زیادتی ناممکن ہے۔ میں یہ بیان ہوا:

إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ (71:4)

وَمَا تُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجْلٍ مَعَدُودٍ

وہ مقررہ وقت پیچھے نہیں کاٹتیں۔

اور فرمایا:

وَمَا تُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجْلٍ مَعَدُودٍ

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكُلُّ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِّيٌّ وَسَعِيدٌ (11:104-105)

تمہیں اس وقت مقررہ تک دستیل ہے جب وہ دن آگیا پھر کوئی لب بھی نہ ہلا سکے گا۔ اس دن بعض نیک بخت ہوں گے اور بعض بد بخت۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُؤْمِنَ بِهَذَا الْفُرْقَانِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ...

کافروں نے کہا کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں نہ اس سے پہلے کی کتابوں کو

کافروں کی سرکشی اور باطل کی صد کا بیان ہو رہا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کو قرآن کی حقانیت کی ہزار ہا دلیلیں دکھل لیں لیکن مانیں گے نہیں۔ بلکہ اس سے اگلی کتاب پر بھی ایمان نہیں لا سکیں گے۔

... وَلَوْ تَرَى إِذَا الظَّالِمُونَ مَوْفُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضِ الْفَوْلَ ...

اے دیکھنے والے کاش کہ تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھتا جب کہ یہ اپنے رب کے سامنے

کھڑے ہوئے ایک دوسرا کو الزام دے رہے ہوں گے۔

... يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُمْ مُّؤْمِنِينَ (۳۱)

اوئی درجے کے لوگ بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم تو مسلمان ہوتے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنْهُنْ صَدَّنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءُكُمْ...

یہ بڑے ان چھوٹوں کو جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس ہدایت اپنے کے بعد ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟

...بَلْ كُنْثُمْ مُجْرِمِينَ (۳۶)

نَحْنُ نِسْلُكُمْ خَوْدَهُنِي ۖ ۖ

انہیں اپنے قول کل مزہ اس وقت آئے گا جب اللہ تعالیٰ کے سامنے جہنم کے کنارے کھڑے چھوٹے ہدوں کو بڑے چھوٹوں کو الزام دیں گے ہر ایک دوسرے کو قصور و رکھیرائے کا تابعدار اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ اگر تم ہمیں نہ روکتے تو ہم ضرور ایمان لائے ہوئے ہوتے۔ ان کے بزرگ انہیں جواب دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں روکا تھا؟ ہم نے ایک بات کہی تم جانتے تھے کہ یہ بے دلیل ہے۔

دوسری جانب سے دلیلوں کی برستی ہوئی ہارش تمہاری آنکھوں کے سامنے تھی۔ پھر تم نے اس کی بیرونی چھوڑ کر ہماری گیوں مان لی؟ یہ تو تمہاری اپنی بے عقلی تھی، تم خود شہوت پرست تھے۔ تمہارے اپنے دل اللہ تعالیٰ کی باتوں سے بھاگتے تھے۔ رسولوں کی تابعداری خود تمہاری طبیعتوں پر شاق گزرتی تھی۔ سارا قصور تمہارا اپنا ہے ہمیں کیا الزام دے رہے ہو؟

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا ...

اسَّكَنْنَا مِنْ يَادِنِي لَوْگُ اُنْ مُتَكَبِّرُوں سے کہیں گے

...بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَا أَنْ تَكْفُرَ بِاللَّهِ وَتَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا ...

نہیں نہیں بلکہ تمہارا دن رات مکروفریب سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا حکم دینا باعث ہوا ہماری یہ ایمانی کا۔

یہ بے دلیل اپنے بزرگوں کی مان لینے والے انہیں پھر جواب دیں گے کہ دن رات کی تمہاری دھوکے بازیاں جعل ساز یاں فریب کاریاں ہمیں اطمینان دلانا کہ ہمارے افعال اور عقائد صحیک ہیں۔ ہم سے بار بار کفر اور شرک کے نہ چھوڑنے کو پرانے دین کے نہ بدلتے کو باپ داؤں کی روشن پر قائم رہنے کو کہنا، ہماری کمر تھکنا، یہی سبب ہوا ہمارے ایمان سے رک جانے کا۔ تم ہی ۲۲ کریمیں عقلی دلائل سنائے کر اسلام سے پھیرتے تھے۔

وَأَسْرُوا النَّدَامَةَ لِمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ...

عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل ہی دل میں پیشیاں ہو رہے ہوں گے۔

وَجَعَلْنَا الْأَعْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ...

کافروں کی گرونوں میں ہم طوق ڈال دیں گے۔

دونوں الزام بھی دیں گے برآت بھی کریں گے لیکن دل میں اپنے کے پر چھتار ہے ہوں گے ان سب کے ہاتھوں کو گروں سے ملا کر طوق و زنجیر سے جکڑا دینے جائیں گے۔

...هُلْ يُجْزِونَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (٣٣)

انہیں صرف ان کے کئے کرائے کا بدله دیا جائے گا۔

اب ہر ایک کو ان کے اعمال کے مطابق بدله ملے گا۔ مگر اہ کرنے والوں کو بھی اور گمراہ ہونے والوں کو بھی۔ ہر ایک کو پورا پورا عذاب ہوگا۔ رسول اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ جَهَنَّمَ لَمَّا سِيقَ إِلَيْهَا أَهْلُهَا تَلَاقَاهُمْ لَهُبَّهَا، ثُمَّ لَفَحَهُمْ لَفْحَةً فَلْمَ يَبْقَى لَحْمٌ إِلَّا سَقَطَ عَلَى الْعُرْقُوبِ
بَهْنَمٌ جَبْ ہنکا کر جہنم کے پاس پہنچا نے جائیں گے تو جہنم کے ایک ہی شعلے کی لپٹ سے سارے جسم کا کوشت جلس کر بیرون پڑا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ تو پھانا پروردگار تو ہمیں سلامت رکھنا۔ اللهم سلم اللهم سلم

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دیتا ہے اور اگلے پیغمبروں کی تی سیرت رکھنے کو فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتَرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ كَافِرُونَ (٤)
ہم نے تو جس بستی میں جو بھی ۲ گاہ کرنے والا بھیجا وہاں کے سرکشوں نے یہی کہا کہ جس چیز
کے ساتھ تم بھیجے گے ہو ہم اس کے ساتھ کافر ہیں۔

فرماتا ہے کہ جس بستی میں جو رسول گیا اس کا مقابلہ ہوا۔ ہر ڈے لوگوں نے کفر کیا۔ ہاں غرباء نے تابعداری کی جیسے کہ قوم
نوح نے اپنے نبی سے کہا تھا:

أَلَوْمَنْ لَكَ وَأَتَبَعَكَ الْأَرْذُلُونَ (26:110)

ہم تجھ پر کیسے ایمان لا سکیں۔ تیرے ماننے والے تو سب نیچے درجے کے لوگ ہیں۔

یہی مضمون دوسری آیت میں بھی ہے:

وَمَا نَرَكَ أَتَبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُلُنَا بَأَدَى الرَّأْيِ (11:27)

اور تیرے تابعداروں کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ سوائے کہیں موٹی تمجھ والوں کے اور کوئی نہیں۔
قوم صالح کے مثکب لوگ شیعوں سے کہتے ہیں:

أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَلَحاً مُرْسَلٌ مِّنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أَرْسَلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ

فَالَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي أَمَنَّاهُمْ بِهِ كَفَرُونَ (76:75)

کیا تمہیں (حضرت) صالحؑ کے نبی ہونے کا یقین ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہم تو مومن ہیں۔
تو مکابرین نے صاف کہا کہ ہم نہیں جانتے۔
اور آیت میں ہے:

وَكَذَلِكَ قَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَيَقُولُوا أَهُؤُلَاءِ مَنْ بَيْنَنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّكَرِينَ (6:53)

اس طرح ہم نے ایک کو دوسرا سے فتحے میں ذالاتا کروہ گئیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم سب
میں سے احسان کیا اللہ تعالیٰ شکرگزاروں کو جانئے والا نہیں۔
اور فرمان ہے:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قُرْيَةٍ أَكْبَرَ مُجْرِمِيهَا لِيمْكُرُوا فِيهَا (6:123)

ہر بستی میں وہاں کے بڑے مجرم اور مکار ہوتے ہیں۔

اور فرمان ہے:

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ تُهْلِكَ قُرْيَةً أَمْرَنَا مُثْرِفَيْهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقُولُ فَدَمَرْنَا هَا تَدْمِيرًا (17:16)

جب کسی بستی کی ہلاکت کا ہم ارادہ کرتے ہیں تو اس کے سرکش لوگوں کو کچھ احکام دیتے ہیں۔ وہ نہیں مانتے
پھر ہم انہیں ہلاک کر دیتے ہیں۔

پس یہاں بھی فرماتا ہے کہ ہم نے جس بستی میں کوئی نبی و رسول بھیجا وہاں کے جاہ و حشمت شان و شوکت والے رئیسوں
اور امیروں نے سرداروں اور بڑے لوگوں نے جہالت سے اپنے کفر کا اعلان کر دیا۔

وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثُرُ أُمَوَّالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ (۳۵)

کہنے لگے ہم مال و اولاد میں بہت بڑھے ہوئے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم عذاب کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ خوش حال لوگ مال و اولاد کی کثرت پر ہی فخر کرتے ہیں اور اسے دلیل بناتے ہیں اس بات کی کہ وہ
رب کے پسندیدہ ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت و مہربانی اس پر نہ ہوتی تو انہیں یہ نعمتیں نہ دیتا اور جب رب یہاں
مہربان ہے تو آخرت میں بھی وہ مہربان ہی رہے گا۔

قرآن نے ہر جگہ اس کا رد کیا ہے۔ اور جگہ فرمایا:

لُسَارُغُ لِهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ (55:23-56)

کیا ان کا خیال ہے کہ مال و اولاد کی زیادتی ان کے لئے بہتر ہے؟ نہیں بلکہ برائی ہے لیکن یہ بے شعور ہیں۔
اور آیت میں ہے:

فَلَا تُعْجِبُكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أُولُودُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزَهَّقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَفَرُونَ (٩:٥٥)

ان کامال اور اولاد تجھے وہو کے میں نہ اے۔ اس سے انہیں دنیا میں بھی سزا ہوگی اور مرتے دم تک یہ کفر پر ہی رہیں گے۔ اور آیات میں ہے:

ذَرْتُ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا
وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا
وَبَنَينَ شَهُودًا
وَمَهَدَتُ لَهُ ثَمَہِيدًا
لَمْ يَطْمَعُ أَنْ أَرِيدَ
كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِأَيَّتَا عَنِيدًا
سَارْهُفَةُ صَعُودًا (١٧-٧٤:١١)

مجھے اس شخص کو چھوڑ دے جسے میں نے ممتاز کر دیا ہے اور پچھت مال دے رکھا ہے اور حاضر باش فرزندوںے رکھے ہیں اور ہر طرح کا عیش اس کے لئے مہیا کر دیا تاہم اسے طمع ہے کہ میں اور زیادہ دوں۔ ایسا نہیں یہ ہماری آجیوں کا مقابلہ ہے کچھ بھی زمانہ جاتا ہے کہ اسے میں دوزخ کے پہاڑوں پر چڑھاؤں گا۔

اس شخص کا واقعہ مذکور ہوا ہے جس کے دو بائی تھے مال والا، پچلوں والا، اولا و الا تھا لیکن کسی چیز نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ عذاب الہی سے سب سب چیزیں دنیا میں ہی تباہ و خاک سیاہ ہو گئیں۔

فَإِنَّ رَبَّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ...
کہہ دے کہ میرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشاوہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی کر دیتا ہے
...وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (٣٦)
لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ جس کی روزی کشاوہ کرنی چاہے کشاوہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کی تنگ روزی کرنا چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ دنیا میں تو وہ اپنے دوستوں دشمنوں سب کو دیتا ہے۔ غنی یا فقیر ہونا اس کی رضا مندی اور ناراضگی کی دلیل نہیں بلکہ اس میں اور ہر حکمتیں ہوتی ہیں جنہیں اکثر لوگ جان نہیں سکتے۔

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أُولُادُكُمْ بِالَّتِي تُقْرِبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَى ...
تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس مرتباً بڑھانے والی چیز نہیں۔ رسول اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، وَلَكِنْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبَكُمْ وَأَعْمَالَكُمْ
اللَّهُ تَعَالَى تَبَارِي صُورَتُوْسُ اُوْرَسَوْسُ کُوْنِیْسُ دِیْکَتَا بِکَدَوْلُوْسُ اُوْرَمَلُوْسُ کُوْدِیْکَتَا ہے۔ مُسْلِم

...إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الْضَّعْفِ بِمَا عَمِلُوا ...
ہاں جو ایمان لا گئیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے ان کے اعمال کا دو ہرا جبرا ہے۔

...وَهُمْ فِي الْعُرْفَاتِ آمِثُونَ (٣٧)

اور وہ مذر اور بے خوف ہو کر بالا خانوں میں رونق افروز ہو رہے ہوں گے۔

جنت کی بلند ترین منزلوں میں ہر ذرخوف سے ہر کھلکھلے اور غم سے پر امتن ہوں گے نہ کوئی دکھ درد ہو گا۔ نایزا اور سدمہ۔
رسول اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لِغُرَفَاتِ رَبِيعَيْهَا مِنْ بُطُونِهَا، وَبَطْوَئُهَا مِنْ ظُهُورِهَا
جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا ظاہر باطن سے اور باطن ظاہر سے ظفرتا ہے۔
ایک اعرابی نے کہا یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

لِمَنْ طَيْبَ الْكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَذَادَ الصَّيَامَ، وَصَلَّى بِاللَّيلِ وَالنَّاسُ نِيَامَ
جو زرم کلائی کرے اور کھانا کھلائے اور بکثرت روزے رکھئے اور لوگوں کی نیند کے وقت تجد پڑھے۔ ابن الجائم

وَالَّذِينَ يَسْعَونَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ (٣٨)

جو لوگ ہماری آتوں کے مقابلے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں یہی ہیں جو عذاب میں حاضر
کے جائیں گے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور وہ کو روکتے ہیں۔ رسولوں کی تابعداری سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی آتوں
کی تصدیق نہیں کرنے دیتے وہ جہنم کی سزاوں میں حاضر رکھے جائیں گے اور برادر ہلہ پائیں گے۔

فَلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ...

اعلان کر دے کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے روزی کشاورہ کرتا ہے اور
جس کے لئے چاہے تگ کر دیتا ہے۔

فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ کے مطابق ہے چاہے بہت ساری دنیا دیتا ہے اور جسے چاہے بہت کم دیتا ہے۔ یہ سمجھ جیسیں کہ
رہا ہے وہ دکھ درد میں بنتا ہے۔ رب کی حکمتوں کو کوئی نہیں جان سکتا اس کی مصلحتیں وہی خوب جانتا ہے۔ جیسے فرمایا:

انظرْ كيْفَ فَضَّلَنَا بعْضَهُمْ عَلَى بعْضٍ وَلَلآخرَة أَكْبَرُ دَرَجَتٍ وَأَكْبَرُ تَفضِيلًا (17:21)

تو دیکھ لے کر ہم نے کس طرح ایک کو دوسرا سے پر فضیلت دے رکھی ہے البتہ آخرت درجہوں میں اور فضیلوں میں بہت بڑی ہے۔

یعنی جس طرح فقر و غنا کے ساتھ درجہوں کی اونچی نیچی بہاں ہے، اسی طرح آخرت میں بھی اعمال کے مطابق درجات ہوں گے۔ یہ ایک لوگ تو جنتوں کے بلند و بالا خانوں میں اور بد لوگ جہنم کے نیچے کے طبقے کے نیل خانوں میں۔ دنیا میں سب سے بہتر شخص پر فرمان رسول اللہ:

فَذُلَّ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرَزُقَ كَفَافًا وَقَنْعَةً اللَّهُ بِمَا آتَاهُ
وَهُوَ بِهِ بُشِّارٌ مُسْلِمٌ هُوَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْحِجَّةِ يَوْمَ الْعِدَّةِ يَوْمَ الْعِدَّةِ يَوْمَ الْعِدَّةِ

...وَمَا أَنْفَقُتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ...

تم جو کچھ بھی راہ میں خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کا پورا پورا ابدل دے گا۔

...وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۳۹)

اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم یا اس کی قیامت کے ماتحت تم جو کچھ خرچ کر دے گے اس کا ابدل وہ تمہیں دلوں جہان میں دے گا۔ صحیح حدیث میں ہے:
أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ...

تو خرچ کرتے تھے پر بھی خرچ کیا جائے گا۔

حضرت بلال سے ایک مرتبہ حضور اکرم نے فرمایا:

أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ...

اے بلال! خرچ کر اور عرش والے کی طرف منتقلی کا خیال بھی نہ کر۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں:

تمہارے اس زمانے کے بعد ایسا زمانہ آ رہا ہے جو کاش کھانے والا ہو گا۔ مال ہو گا لیکن مالدار کو یا اپنے مال پر وانت کا ذریحہ ہوئے ہوں گے کہ کہیں خرچ نہ ہو جائے۔ پھر حضور نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

اور حدیث میں ہے:

بدترین لوگ وہ ہیں جو بے بس اور مختصر لوگوں کی چیزیں کم داموں خریدتے پھر یہ یاد رکھوائی یقین حرام ہے۔ مختصر کی یقین حرام ہے۔ مسلمان مسماں کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے رسوا کرے۔ اگر تھوڑے ہو سکے تو دوسروں کے ساتھ سلوک اور بھائی کرو رہا اس کی بلا کست کو تو نہ بڑھا۔ ابو یعلی موصی

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہیں اس آیت کا غلط مطلب نہ لے لینا اپنے مال کو خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا۔ روزیاں بٹ پھلی ہیں رزق مقصوم ہے۔

فرشتوں سے سوال ہوگا:

وَيَوْمَ يَحْשُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهُؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ (٤٠)
ان سب کو اللہ تعالیٰ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

مشرکین کو شرمندہ لا جواب اور بے عذر کرنے کے لئے ان کے سامنے فرشتوں سے سوال ہوگا جن کی مصنوعی شکلیں بنا کر یہ مشرک دنیا میں پڑھتے رہے کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ سے ملا دیں گے۔ سوال ہوگا کہ کیا تم نے انہیں اپنی عبادت کرنے کو کہا کرتے تھے؟ جیسے سورہ فرقان میں ہے:

أَئُنْثُمْ أَضْلَلْنَمْ عَبَادِي هَوْلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلَّوْا السَّبِيلَ (25:17)

کیا تم نے انہیں گراہ کیا تھا؟ یا یہ خود ہی بیکے ہوئے تھے؟

حضرت عیینیؒ سے سوال ہوگا:

أَعَنْتَ فُلَتَ لِلْأَنْاسِ اتَّخَذُونِي وَأَمَّى إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَفُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ (5:116)

کیا تم لوگوں سے کہہ آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میری اور میری ماں کی عبادت گرنا۔ آپ جواب دیں گے کہ اے اللہ تیری ذات پاک ہے مجھے جو کہنا مزرا اوارہ تھا اسے میں کیسے کہہ دیتا۔

قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ...

وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ۔

...بِلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ (٤١)

یہ لوگ جنہوں کی عبادت کرتے تھے ان میں کے اکثر کوئی نہیں پر ایمان تھا۔

اسی طرح فرشتے بھی اپنی برآٹ ظاہر کریں گے اور کہیں گے تو اس سے بہت بلند اور پاک ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو، ہم تو خود تیرے بندے ہیں ہم ان سے میزارہ ہے اور اب بھی ان سے الگ ہیں۔ یہ شیاطین کی پرستش کرتے تھے شیطانوں نے ہی ان کے لئے ہتوں کی پوچا کو مزین کر کر لاحا تھا اور انہیں گمراہ کر دیا تھا۔ ان میں کے اکثر کا اعتقاد شیطان ہی پر تھا۔ جیسے فرمان باری ہے:

إِن يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَّمَا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَنًا مَرِيدًا

لَعْنَةُ اللَّهِ (118:4)

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عورتوں کی پرستش کرتے ہیں اور سرکش شیطان کی عبادت کرتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی پہنچا رہے۔

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًا ...

پس آج تم میں سے کوئی بھی کسی کے لئے بھی کسی قسم کے نفع و تقصیان کا مالک نہ ہو گا۔
پس جن جن سے تم اے مشرکوں والوگانے ہوئے تھے ان میں سے ایک بھی تمہیں کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا۔ اس شدت و کرب کے وقت یہ سارے جھوٹے معبود تم سے یک سو ہو جائیں گے۔ کیونکہ انہیں کسی کے کسی طرح کے نفع و ضرر کا اختیار تھا ہی نہیں۔

...وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنَّا بِهَا ثَكَّبُونَ (٤٢)

ہم خالموں سے کہہ دیں گے کہ اس آگ کا عذاب چھوڑ جسے تم جھلاتے رہے۔

آج ہم خود مشرکوں سے فرمادیں گے کہ لو جس عذاب جہنم کو جھلکار ہے تھے آج اس کا مرہ چھوڑ۔

کتاب حق:

وَإِذَا ثُنِّيَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدُّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ أَبَاوْكُمْ...

جب اسکے سامنے ہماری صاف صاف آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ شخص تو تمہیں تمہارے باپ واداؤں کے معبود سے روک دینا چاہتا ہے اسکے سوا کوئی بات نہیں۔

...وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرٌ ...

اور کہتے ہیں کہ یہ تو تراشا ہوا بہتان ہے۔

...وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ (٤٣)

حق ان کے پاس آپ کا لیکن پھر بھی کافر یہی کہتے رہے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

کافروں کی وہ شرارت یہاں ہو رہی ہے جس کے باعث وہ ربانی عذابوں کے مستحق ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام تازہ بتازہ اس کے افضل رسول علیہ السلام کی زبان سے منتھن ہیں۔ قبول کرنا نہ نہیں اس کے مطابق عمل کرنا تو ایک طرف اور کہتے ہیں کہ دیکھو یہ شخص تمہارے پرانے اور پچھے دین سے روک رہا ہے اور اپنے باطل خیالات کی طرف تمہیں بلارہا ہے یہ قرآن تو اس کا خود تراشید ہے آپ یہی گھر لیتا ہے اور یہ تو جادو ہے اور اس کا جادو ہونا کچھوڑ مکا چھپا نہیں بالکل ظاہر ہے۔

وَمَا آتَيْنَاهُم مِّنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا...

ان کے والوں کو نہ تو ہم نے کتابیں دے رکھی ہیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں

...وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ (٤٤)

نماں کے پاس تجویز سے پہلے کوئی ۲ گاہ کرنے والا یا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان عرب کی طرف نہ تو اس سے پہلے کوئی کتاب پہنچی گئی ہے نہ آپ سے پہلے ان میں کوئی رسول ۲ یا ہے اس لئے انہیں مدتیں سے تھنخی کر اگر اللہ تعالیٰ کا رسول ہم میں ۲ تا اگر کتاب اللہ ہم میں اترنی تو ہم سب سے زیادہ مطہج اور پابند ہو جاتے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دیرینہ ۲ رزو پوری کی تو گلے جھٹلانے اور انکار کرنے۔

وَكَذَّبَ الظَّيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ...

ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی ہماری یا تو اس کو جھوٹا جانا تھا

...وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ ...

انہیں ہم نے جو دے رکھا تھا یہ تو اس کے دسویں حصے کو بھی انہیں پہنچے

اس سے اگلی امتوں کے بیچے ان کے سامنے ہیں۔ وہ قوت و طاقت مال و منافع اسہاب دنیوی ان سے بہت زیادہ رکھتے تھے یہ تو بھی ان کے دسویں حصے کو بھی انہیں پہنچ لیکن میرے عذابوں کے اترنے کے بعد نہ مال کام ۲ نے نہ اولادیں اور کنبے قبیلے کام ۲ نے نہ قوت و طاقت نے کوئی فائدہ دیا۔ ہر باکرو یہ گئے۔ جیسے فرمایا:

وَلَقَدْ مَكَثُوكُمْ فِيهَا إِنْ مَكَثَكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَرًا وَأَفْنَدَهُمْ فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَرُهُمْ وَلَا أَفْدَنَهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَهَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزَءُونَ (46:26)

ہم نے انہیں قوت و طاقت دے رکھی تھیں اور کان بھی رکھتے تھے دل بھی تھے لیکن میرے ۲ یوں کے انکار پر جو عذاب ۲ نے اس وقت کسی پیزے نے کچھ فائدہ نہ دیا اور جس کے ساتھ نہ مذاق اڑاتے تھے اس نے انہیں گھر لیا۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَقْدَةُ الظَّيْنِ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ فُوَّةً (40:82)

کیا یہ لوگ زمین پر چل پھر کراپنے سے اگلے لوگوں کا انجام دیکھتے نہیں جو ان سے تعداد میں زیادہ طاقت میں بڑھے ہوئے تھے۔

فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ تَكِيرٍ (٤٥)

انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا پھر دیکھ کر میرے عذابوں کی کیا کیفیت ہوتی۔

مطلوب یہ کہ رسولوں کے جھٹلانے کے باعث ہیں ویسے گئے جو سے اکھاڑ کر چینک دیجے گئے۔ تم دیکھ لغو کر لو کہ میں نے کس طرح اپنے رسولوں کی انصاف کی اور کس طرح جھٹلانے والوں پر اپنا عذاب اتنا را؟

فَلْ إِنَّمَا أَعِظُّكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَتَّشِّي وَفَرَادَى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا...
 کہہ دے کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی صحیحت کرتا ہوں کہ تم خلوص کے ساتھ ضد چھوڑ کر دو دوں کریا تھا تھا کھڑے ہو کر سوچو تو سمجھی۔

...مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ...
 تمہارے اس رفیق کو کوئی جنون نہیں

محموم ہوتا ہے کہ یہ کافر تھے مجھے مجنون بتا رہے ہیں ان سے کہہ کہ ایک کام تو کرو خلوص کے ساتھ تعصیب اور ضد کو چھوڑ کر ذرا سی دیر سوچو تو آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کرو کہ کیا محمد مجنون ہے؟

...إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ (٤٦)

وہ تو تمہیں ایک برمی سخت آفت کے آنے سے پہلے ہو شیار کرنے والا ہے۔

اور ایمان داری سے ایک دوسرے کو جواب دے۔ ہر شخص تھا تھا بھی غور کرے اور دوسرے سے بھی پوچھئے۔ لیکن یہ شرط ہے کہ ضد اور ہٹ کو بات کی تیز کو داشت سے کمال کر تعصیب اور ہٹ دھڑی چھوڑ دے۔ تمہیں خود معلوم ہو جائے کہ تمہارے دل سے آوازا لمحے گی کہ حقیقت میں حضور اکرمؐ کو جنون نہیں بلکہ آپ تم سب کے خیر خواہ ہیں درد مند ہیں۔ ایک آنے والے خطرے سے جس سے تم بے خبر ہو دہ تمہیں آگاہ کر رہے ہیں۔

آپ لوگوں کو اس عذاب سے ڈرانے والے ہیں جو ان کے آگے ہے اور جس سے یہ بالکل بے خبر بے فکری سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریمؐ ایک دن صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور عرب کے دستور کے مطابق یا صبا حادہ کہہ کر وازن لند کی جو عامالت تھی کوئی شخص کسی اہم بات کے لئے بدارا ہے۔ عادت کے مطابق اسے سنتے ہی لوگ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا سنوا!

أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبِرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُمَسِّيْكُمْ أَمَا كُلْتُمْ ثُصَدَفُوْيٌ

اگر میں تمہیں خبر دوں کہ تمہاری طرف چڑھاتی کرنے چلا آ رہا ہے اور عجب نہیں کہ صحیح و شام ہی تم پر حملہ کر دے۔ تو کیا تم مجھے چاہ جھوگے؟

سب نے یک زبان جواب دیا ہاں بے شک ہم آپ کو سچا جانیں گے۔ آپ نے فرمایا سنوا!

فَإِلَيْيَ نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

میں تمہیں اس عذاب سے ڈرانا ہوں جو تمہارے آگے ہے۔

یہن کر ابوالہب ملعون نے کہا تیرے ہاتھوں نہیں کیا اسی لئے تو نے ہم سب کو جمع کیا تھا۔ اس پر سورہ قیمت یہدا اتری۔

مند احمد میں میں ہے کہ رسول اللہؐ نکلے اور جمارے پاس آ کر تین مرتبہ آواز دی۔ فرمایا لوگو!

میری اور اپنی مثال جانتے ہو؟

انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسولؐ کو پورا علم ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

میری اور تمہاری مثال اس قوم جیسی ہے جس پر دشمن حملہ کرنے والا تھا۔ انہوں نے اپنا آدمی بھیجا کہ جا کر دیکھئے اور دشمن کی نقل و حرکت سے انہیں مطلع کرے۔ اس نے جب دیکھا کہ دشمن ان کی طرف چلا آ رہا ہے اور قرب پہنچ چکا ہے تو وہ لپکا ہوا قوم کی طرف بڑھا کر کہیں ایسا نہ ہو میں انہیں اطلاع پہنچاؤں اس سے پہلے ہی دشمن کا حملہ ہو جائے اس لئے اس نے راستے میں ہی اپنا کپڑا الہاما شروع کیا کہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن آپنچا۔ تین مرتبہ بیکی کہا۔

پغیر خیر خواہ ہے:

فَنْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ...

کہہ دے کہ جو بدلہ میں تم سے مانگوں وہ تمہیں ہی دیا۔

...إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ...

میرا بدلہ تو اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے

...وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (٤٧)

وہ ہر چیز پر حاضر اور مطلع ہے۔

حکم ہو رہا ہے کہ مشرکوں سے فرمادیجھے کہ میں جو تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ تمہیں احکام دینی پہنچا رہا ہوں، وعدہ و نصیحت کرتا ہوں اس پر میں تم سے کسی بد لے کا طالب نہیں۔ بدلہ تو اللہ تعالیٰ ہی دے گا جو تمام چیزوں کی حقیقت سے مطلع ہے۔
میری تمہاری حالت اس پر خوب روشن ہے۔

فَلَمَّا رَبَّيَ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ...

کہہ دے کہ میرا رب حق پنجی وحی نازل فرماتا ہے

یہ فرمایا اسی طرح کی آیت:

يُلْقَى الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (٤٠:١٥)

اللہ تعالیٰ اپنے فرمان سے حضرت جبریلؐ کو جس پر چاہتا ہے اپنی وحی کے ساتھ بھیجا ہے۔

... عَلَامُ الْغُيُوبِ (٤٨)

وہ ہر غیب کا جانتے والا ہے۔

وہ حق کے ساتھ فرشتہ اترتا ہے وہ علام الخوب ہے اس پر آسمان و زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں۔

فَلَمَّا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبَدِّيُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ (٤٩)

کہہ دے کہ حق آپ کا باطل نہ تو پہلی بار ابھرنا نہ دوبارہ ابھر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اور مبارک شریعت آپکی۔ باطل پر انگردی اور بودا ہو کر برداشت ہو گیا۔ جیسے فرمان ہے:

بَلْ تَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَطْلِ فَيَدْمَعُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (٢١: ١٨)

ہم باطل پر حق کو نازل فرمائ کر باطل کے لکڑے۔ ازادیتے ہیں اور اس کی بھروسی اڑ جاتی ہے۔

آنحضرتؐ فتح مکہ والے دن جب بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو وہاں کے بتوں کو اپنی کمان کی لکڑی سے گراتے جاتے تھے اور زبان سے فرماتے جاتے تھے:

آنحضرتؐ فتح مکہ والے دن جب بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو وہاں کے بتوں کو اپنی کمان کی لکڑی سے گراتے جاتے تھے اور زبان سے فرماتے جاتے تھے:

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَطْلُ إِنَّ الْبَطْلَ كَانَ زَهُوقًا (١٧: ٨١)

حق آپ کا باطل مت گیا۔ وہ تھا ہی مٹنے والا۔ بخاری و مسلم

باطل کا اور ناخ کا دہا دسپ دب گیا۔

بعض منسرین سے مروی ہے کہ مراد یہاں باطل سے ابلیس ہے۔ یعنی نہ اس نے کسی کو پہلے پیدا کیا نہ آئندہ کر سکنے نہ مرد۔ کو جلا سکنے نہ اسے کوئی اور ایسی قدرت۔ بات تو یہ بھی آپ ہی ہے لیکن یہ مراد یہاں نہیں۔

فَلَمَّا ضَلَّتُ فَإِنَّمَا أَضَلُّ عَلَى نَفْسِي ...

کہہ دے کہ اگر میں بھک جاؤں تو میرے بیکنے کا و بال مجھے ہی پر ہے

...وَإِنْ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ...

اور اگر میں راہ ہدایت پر ہوں تو بے سبب اس وحی کے جو میرے پروردگار نے مجھے کی ہے

یہ جو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ خبر سب کی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی وحی میں ہے وہی سراسر حق ہے اور ہدایت و بیان و رشد ہے۔ گراہ ہونے والے آپ ہی بگرہ ہے اور اپنا ہی تقصیان کر رہے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے جب کہ مفوضہ کا مسئلہ دریافت کیا گیا تھا آپ نے فرمایا تھا اسے میں اپنی رائے سے بیان کرتا ہوں۔ اگر صحیح ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ اس سے بری ہے۔

...إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ (٥٠)

وَهُبَا هِيَ سَنْنَةٌ وَالا اور بہت ہی قریب ہے۔

وہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہاتوں کا سننے والا ہے اور قریب ہے پکارنے والے کی ہر پکار کو ہر وقت سننا اور قبول فرماتا ہے۔ صحیح کی حدیث میں ہے رسول اللہ نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے فرمایا:

إِنَّكُمْ لَأَنْذَعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّمَا تَذَعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا مُحِبِّيَا

تم کسی بھرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہیچے تم پکار رہے ہو تو ہم قریب و محیب ہے۔

روز قیامت ایمان قبول کرنا نفع نہ دے گا:

وَلَوْ تَرَى إِذْ فَزَعُوا فَلَا فُوتَ ...

اور اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں جب کہ یہ کفار گھبرائے پھریں گے

... وَأَخِدُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ (٥١)

پھر انکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی کی جگہ سے گرفتار کرنے جائیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہاے نبی! کاش کہ آپ ان کافروں کی قیامت کی گھبراہت دیکھتے کہ ہر چند دعا بوس سے چھکرا جائیں گے لیکن چھاؤ کی کوئی صورت نہیں پائیں گے۔ نہ بھاگ کرنے چھپ کرنے کسی کی حمایت نہ کسی کی پناہ سے بلکہ فرار ہی پاس سے ہی پکڑ لئے جائیں گے۔ اور ہر قبروں سے نکلا اور ہر پھانس لئے گئے۔ اور ہر کڑے ہوئے اور ہر گرفتار کرنے گئے۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ دنیا میں عذابوں میں ہی پھنس گئے چنانچہ ہدروغیرہ کے میدانوں میں قتل و اسیر ہوئے۔

وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَتَى لَهُمُ التَّنَاؤشُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ (٥٢)

اس وقت کہیں گے کہ تم اس قرآن پر ایمان لائے یعنی اس قدر درجگہ سے کیسے با تجویض پہنچ سکتا ہے۔

قیامت کے دن کہیں گے کہ تم ایمان قبول کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر ایمان لائے جیسے اور آیت میں ہے:

وَلَوْ تَرَى إِذْ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عَنَّدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرُونَا وَسَمِعُونَا فَارْجَعْنَا ثَعْمَلْ صَلَحاً
إِنَّا مُؤْفِثُونَ (32:12)

کاش کہ تو دیکھتا جب کہ گھنگا رلوگ اپنے رب کے سامنے سرگوں کھڑے ہوں گے اور شرمدگی سے کھدرا ہے ہوں گے کہ اے اللہم نے دیکھنے لیا۔ ہمیں یقین آگیا۔ اب تو ہمیں پھر سے دنیا میں بھیج دے تو ہم دل سے مانیں گے۔

وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلٍ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ (۵۳)

اس سے پہلے تو انہوں نے اس سے کفر کیا تھا۔ اور دور دراز سے بن دیکھے ہی چیختے رہے۔

لیکن کوئی شخص جس طرح بہت دور کی چیز کو لینے کے لئے دور سے ہی ہاتھ بڑھائے اور وہ اس کے ہاتھ نہیں آ سکتی۔ اسی طرح یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ آخرت میں وہ کام کرتے ہیں جو دنیا میں کرنا چاہئے تھا تو آخرت میں وہ ایمان لانا بے سود ہے۔ اب نہ دنیا میں لوٹائے جائیں گے نہ اس وقت کی گریہ زاری تو بہ و فریاد ایمان و اسلام کچھ کام آئے۔

وَحَيلَ بَيْتُهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فَعَلَ بَاشِيَّاعِهِمْ مِنْ قَبْلٍ ...

ان کی چاہتوں اور ان کے درمیان پردہ حائل کر دیا گیا جیسے کہ اس سے پہلے بھی ان جیسوں کے ساتھ کیا گیا۔

اس سے پہلے دنیا میں تو مکر ہے نہ اللہ تعالیٰ کو مانا نہ رسول پر ایمان لائے نہ قیامت کے قائل ہوئے یونہی چیزے کوئی بن دیکھے اندراز سے ہی نہ لئے پر تیر بازی کر رہا ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ہاتوں کو اپنے گمان سے ہی روکرتے رہے۔ نبی کو کبھی کاہن کہہ دیا کبھی شاعر بتلا دیا کبھی چادو گر کہا اور کبھی محنوں۔

إِنَّهُمْ كَثُرُوا فِي شَكٌّ مُرِيبٌ (۵۴)

یہ تھے ہی شک و تردید میں۔

صرف انکل بچوں قیامت کو جھلاتے رہے اور بے دلیل اور وہ کی عبادت کرتے رہے جنت و وزخ کا مذاق اڑاتے رہے۔ اب ایمان میں اور ان میں حجاب آ گیا۔ تو پہ میں اور ان میں پردہ پڑ گیا۔ دنیا ان سے چھوٹ گئی یہ دنیا سے الگ ہو گئے۔



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com